باب 7

پاکستان کے خارجہ تعلقات

(Foreign Relations of Pakistan)

تدریسی مقاصد:

اس سبق کے مطالعے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد بیان کر سکیں۔
2- پاکستان کے اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لے سکیں۔
3- مسئلہ کشمیر کے ارتقا کی وضاحت کر سکیں۔
4- پاکستان کے وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کر سکیں۔
5- پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات پر بحث کر سکیں۔
6- پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات بیان کر سکیں۔
7- پاکستان کے امریکہ، چین، برطانیہ، روس، فرانس، یورپی یونین اور جاپان کے ساتھ تعلقات بیان کر سکیں۔
8- دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔
9- اقوامِ متحدہ کی تشکیل، تنظیم اور مقاصد بیان کر سکیں۔

پاکستان براعظم ایشیا کے جنوب میں واقع ہے، جو زرخیز زمین، پہاڑوں، دریاؤں اور خوبصورت وادیوں کا ملک ہے۔ اس کی مشرقی سرحد بھارت، شمالی سرحد چین اور مغربی سرحد افغانستان اور ایران سے ملتی ہے جبکہ جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد

(Objectives of Pakistan Foreign Policy)

ایک ریاست دوسری ریاستوں سے تعلقات کے قیام میں کچھ بنیادی اصولوں اور مقاصد کو پیش نظر رکھتی ہے۔

اس حوالے سے جو پالیسی بنتی ہے، اسے خارجہ پالیسی کہتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

1-علاقائی خودمختاری اور سالمیت کا تحفظ (Territorial Sovereignty and Security)

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم اور بنیادی مقصد ملک کی سرحدوں، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کرنا ہے۔ پاکستان دنیا کے نقشہ پر ابھرا تو ضرورت تھی کہ اس کی سلامتی وتحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔ لہٰذا پاکستان نے ملکی سلامتی کو خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا اور بیرون ممالک کے ساتھ تعلقات میں قومی سلامتی کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آج بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں قومی سلامتی بنیادی نصب العین ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو ملکی سالمیت کے پیشِ نظر پاکستان نے بھی اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایٹمی طاقت ہونے کا ثبوت پیش کردیا۔ پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر کا پابند ہے اور طاقت کے استعمال کے خلاف عالمی مہم میں شریک ہے۔

2- نظریاتی مقاصد (Ideological Objectives)

پاکستان میں نظریے اور خارجہ پالیسی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد نظریۂ اسلام ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے۔ پاکستان کا استحکام بھی نظریہ پاکستان کے تحفظ میں مضمر ہے۔ یہ اپنے نظریہ کا تحفظ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرکے ہی کرسکتا ہے، لہٰذا پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کیے ہیں۔ اس کے تینوں دساتیر میں اسلامی ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات پر زور دیا گیا ہے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور اقتصادی تعاون کی تنظیم کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو مسائل پیش آئے پاکستان نے ان کی ہرممکن مدد کی۔ ان مسائل میں فلسطین، قبرص، بوسنیا، کشمیر، ایتھوپیا، افغانستان اور عراق بطورِخاص قابلِ ذکر ہیں۔

3-اقتصادی ترقی (Economic Development)

کسی بھی ریاست کے دفاع کے لیے خارجہ پالیسی پر اقتصادی پہلو کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معاشی طور پر اپنی ترقی چاہتا ہے، لہٰذا پاکستان ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کرکے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کرکے معاشی طور پر ترقی کرسکے۔ نئے اقتصادی رجحانات کو مدِنظر رکھتے ہوئے پاکستان

نے اپنی خارجہ پالیسی میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔خصوصاً آزاد تجارت، آزاد اقتصادیات اور نجکاری کو اپنایا ہے۔مغربی ممالک سے قریبی رابطوں کا اہم سبب اقتصادی امداد ہے۔امریکہ اور مغربی دنیا سے دوستی کی ایک بڑی وجہ اقتصادی تعاون ہے جو پاکستان کو امریکہ اور مغربی دنیا کے قریب لے گیا۔

4- ثقافتی ترقی *(Cultural Enrichment)*

پاکستان کی خارجہ پالیسی پر مختلف ثقافتی عوامل کا ہمیشہ اثر رہا ہے۔دوسری اقوام کی طرح پاکستانی قوم کو بھی اپنی ثقافت کی حفاظت اور اسے اجاگر کرنے کا حق ہے۔پاکستانی ثقافت اسلامی اقدار کی آئینہ دار ہے۔ہماری ثقافت میں رواداری، احترام انسانیت، شرم وحیا اور بہادری جیسے عناصر نمایاں ہیں۔پاکستان اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعہ ایسے ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے، جن کے ذریعہ پاکستانی ثقافت نہ صرف یہ کہ محفوظ رہے بلکہ اُسے فروغ بھی حاصل ہو۔اس مقصد کے حصول کے لیے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ ثقافتی تعلقات بڑھائے جاتے ہیں اور ان ریاستوں کے درمیان ثقافتی وفود کے تبادلے عمل میں لائے جاتے ہیں۔دوسرے ممالک میں پاکستانی لباس اور دیگر اشیا پسند کی جاتی ہیں۔اس طرح ریاستوں کے درمیان عوامی ثقافت کی سطح پر تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔

پاکستان کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with Neighbouring States)

پاک چین تعلقات

1- عوامی جمہوریہ چین پاکستان کا عظیم ہمسایہ ہے جس کی سرحدیں پاکستان کے شمالی علاقوں سے ملتی ہیں۔1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد ہی پاکستان نے اسے تسلیم کرلیا۔1954-55ء میں پاک چین تعلقات کا آغاز ہوا اور دونوں ممالک دوستی کے رشتے میں بندھ گئے۔دونوں ممالک کی دوستی عوام کے پُرخلوص جذبوں پر قائم ہے۔ دونوں قوموں کے درمیان دلی ہم آہنگی موجود ہے۔امن اور جنگ دونوں زمانوں میں چین بہت ہی قابل اعتماد دوست ثابت ہوا ہے۔

2- پاکستان نے عوامی جمہوریہ چین کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنائے جانے کی بھرپور حمایت کی۔

3- 1962ء میں چین اور بھارت کے درمیان جنگ ہوئی تو پاکستان نے چین کی ہر ممکن سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت کی۔

4- 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں چین نے پاکستان کو اخلاقی، سیاسی، سفارتی، مالی اور دفاعی شعبوں میں کافی امداد مہیا کی۔

5- 1974ء میں بھارت کے ایٹمی دھماکے کے بعد چین اور پاکستان نے یکساں ایٹمی پالیسی اختیار کی۔ دونوں نے بحرِ ہند کو ایٹم سے پاک علاقہ قرار دیے جانے پر زور دیا۔ 1986ء میں دونوں ممالک نے ایٹمی سمجھوتے پر دستخط کیے اور چین نے مالی اور فنی تعاون کا اعلان کیا۔

6- چین کی مدد سے قریباً 900 کلومیٹر لمبی شاہراہِ ریشم (قراقرم ہائی وے) تعمیر کی گئی جو پاک چین دوستی کی علامت اور ایک درخشاں مثال بن گئی۔

7- دفاعی میدان میں بھی چین اور پاکستان کے درمیان کئی دفاعی معاہدے کیے گئے جن کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس اور پاکستان واہ آرڈیننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی۔ اسی طرح خیبر پختونخوا میں ہیوی انڈسٹری الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لیے 273 ملین روپے مہیا کیے۔ 2013ء میں پاکستان کے وزیرِاعظم نے چین کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران دونوں ممالک کے درمیان توانائی سمیت دیگر شعبوں میں مختلف معاہدات ہوئے۔

پاک بھارت تعلقات

1- پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر سب سے بڑا تنازعہ ہے جس کو حل کیے بغیر تعلقات بہتر نہیں ہو سکتے۔ یہ تنازعہ ختم ہو جائے تو تمام شعبوں میں دونوں ممالک کے درمیان بہتر تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے پاکستان نے ہمیشہ مثبت رویہ اپنائے رکھا لیکن بھارت اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے سنجیدہ نہیں۔

2- 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کے مسئلے کے حل کے لیے ”سندھ طاس معاہدے“ پر دستخط ہوئے۔ اس کے باوجود بھارت خلاف ورزی کرتا رہا ہے۔ پاکستان اور بھارتی سربراہوں کے درمیان 1971ء کی جنگ کے بعد 1972ء میں ”شملہ معاہدہ“ ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے پاکستان اور بھارت نے اپنے اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا اعلان کیا۔

3- 1985ء سے جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم ”سارک“ کے دائرے میں دونوں ممالک نے تعاون بڑھانے کی کوششیں کیں جن کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ 1988ء میں ”سارک“ کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا جس میں ایک معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔

4- 1990ء میں پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔ باہمی تجارت اور لوگوں کی آمدورفت بڑھی۔ یہ تعلقات ایک حد سے آگے نہ بڑھ سکے کیونکہ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ مؤقف پر قائم ہے کہ مسئلہ کشمیر اقوامِ متحدہ کی منظور کی ہوئی قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے حل کیا جائے۔

5- 14 تا 17 جولائی 2001ء میں پاکستان کے صدر اور بھارت کے وزیرِاعظم کے درمیان اپنی نوعیت کی پہلی آگرہ کانفرنس ہوئی اس کانفرنس میں ہونے والے تین روزہ مذاکرات بغیر حتمی فیصلہ کے ختم ہو گئے۔

6- جنوری 2004ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی "سارک کانفرنس" کے دوران صدر پاکستان اور بھارتی وزیرِاعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے۔ 2013ء میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر بھی پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے درمیان ملاقات ہوئی اور مذاکرات کو جاری رکھنے کا اعادہ کیا گیا۔

پاک ایران تعلقات

1- 1947ء میں ایران نے پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا۔ ایران اور پاکستان دونوں اسلامی، ایشیائی ہونے کے ساتھ ساتھ پڑوسی ممالک ہیں۔ دونوں ممالک گہرے تاریخی مذہبی اور ثقافتی رشتوں میں منسلک ہیں۔

2- 1949ء میں پاکستان کے وزیرِاعظم نے ایران کا دورہ کیا جس کے جواب میں 1950ء میں شاہِ ایران نے بھی پاکستان کا دورہ کیا اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔ ایران اور پاکستان نے تجارتی اور ثقافتی سمجھوتے کرنے کے بعد ضروری سمجھا کہ دفاع کے شعبے میں بھی تعاون ہو۔ امریکہ سے دونوں ممالک کے تعلقات بہت اچھے تھے اور دونوں کو سوویت یونین کی جانب سے خطرہ تھا۔ پاکستان، ایران، ترکی، عراق اور برطانیہ نے ایک دفاعی معاہدے پر دستخط کیے۔ جو معاہدۂ بغداد کہلایا۔ امریکہ اس معاہدہ کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ 1958ء میں عراقی انقلاب کے بعد عراق معاہدہ سے باہر ہو گیا تو اسے سینٹو (CENTO) کا نام دیا گیا۔ دفاعی سمجھوتہ پاکستان اور ایران کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا۔

3- ایران نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کا ہمیشہ بھرپور ساتھ دیا اور پاکستان کے مؤقف کو سراہا۔ اقوامِ متحدہ کے اندر اور باہر کشمیری عوام کے حقِ خودارادیت کی حمایت کی۔ بھارتی افواج کے کشمیری مجاہدین کے خلاف مظالم کی ایران نے ہمیشہ کھل کر مخالفت کی۔

4- 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں ایران پاکستان کے ہم راہ رہا۔ ایران کی سیاسی، اخلاقی، اقتصادی اور فوجی امداد سے

پاکستان کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ بنگلہ دیش وجود میں آیا تو جب تک پاکستان نے اُسے تسلیم نہ کیا، ایران نے بھی اُسے تسلیم نہ کیا۔

5- شاہِ ایران صدرِ ترکی اور صدرِ پاکستان کی اعلیٰ سطحی میٹنگ 1964ء میں ہوئی اور معاہدہ استنبول پر دستخط کیے گئے۔ یہ معاہدہ تینوں ممالک کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا۔ معاہدہ کے نتیجہ میں آر۔سی۔ڈی (علاقائی تعاون برائے ترقی) کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ ایران پاکستان اور ترکی نے بہت سے مشترکہ منصوبے مکمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب اس تنظیم کو "اقتصادی تعاون کی تنظیم" (E.C.O) کہا جاتا ہے جس کے ممبران کی تعداد دس ہے۔

6- پاکستان نے 1979ء میں اسلامی انقلاب کے بعد ایران کی نئی حکومت کو تسلیم کیا اور ہر شعبے میں تعاون کو مزید وسعت دی۔

7- 2000ء میں صدر پاکستان نے ایران کا دورہ کیا اور مختلف شعبوں میں تعاون کو مزید فروغ دینے کے لیے ضروری اقدامات اٹھانے کا اعادہ کیا۔ 2013ء میں صدر پاکستان نے ایران سے پاکستان کے ذریعے بھارت تک گیس پائپ لائن کے منصوبے کا جائزہ لیا گیا۔ اس منصوبے کی تکمیل سے پاکستان کا توانائی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہوسکتا ہے۔

پاک افغانستان تعلقات

1- افغانستان پڑوسی، اسلامی اور ایشیائی ملک ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان قدیم مذہبی، تاریخی، ثقافتی، نسلی اور جغرافیائی رشتے موجود ہیں۔

2- پاکستان وجود میں آیا تو دونوں ملکوں میں تعلقات کا آغاز خوش گوار نہیں تھا۔ افغانستان نے پاکستان کو بڑی دیر سے تسلیم کیا اور فروری 1948ء میں سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی۔

3- برطانوی ہند اور افغانستان کے درمیان بارڈر کے تعین کے مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کے لیے 1893ء میں سیکرٹری وزارتِ خارجہ حکومتِ ہند سر ڈیورنڈ نے افغان بادشاہ امیر عبدالرحمان سے مذاکرات کیے اور ایک معاہدہ لکھا گیا جس کی رو سے سرحد کا حتمی تعین کر دیا گیا۔ افغانستان نے ڈیورنڈ لائن کو بین الاقوامی سرحد مان لیا۔

4- افغانستان چاروں اطراف سے خشکی میں گھرا ہوا ملک ہے۔ سمندر تک اسے رسائی حاصل نہیں ہے۔ دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات کے قیام میں افغانستان کو دشواری پیش آ رہی تھی۔ حالات کو دیکھتے ہوئے پاکستان نے افغانستان کو راہداری کی سہولتیں دینے کا اعلان کیا۔ کراچی کی بندرگاہ سے سامان لانے اور لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

5- اپریل 1978ء میں افغانستان میں ایک فوجی انقلاب اور دسمبر 1979ء میں روسی افواج کے افغانستان میں داخلے سے تعلقات میں دوبارہ تلخی پیدا ہوگئی۔ افغانستان حکومت نے مخالفین کو کچلنے کے لیے روسی فوج کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا جس کی وجہ سے لاکھوں افغان باشندے اپنا گھر چھوڑ کر پناہ حاصل کرنے کے لیے پاکستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان کی حکومت نے انسانی اور اسلامی جذبے کے تحت انھیں پناہ دی۔

6- 11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم کر دی گئی اور وہاں نئی حکومت قائم ہوگئی۔ حکومت پاکستان نے نئی حکومت کے ساتھ بھی تعاون کا اعلان کیا اور افغانستان کی تعمیرِ نو کے لیے مالی امداد بھی دی اور مزید امداد دینے کا وعدہ بھی کیا۔ افغانستان سے غیر ملکی افواج کی واپسی کے بعد دونوں ممالک کے درمیان اچھے تعلقات کی توقع کی جا رہی ہے۔

مسئلہ کشمیر کی ابتدا اور ارتقا

(Genesis and Development of Kashmir Issue)

پاکستان اور بھارت کے مابین مسئلہ کشمیر شروع ہی سے وجہ تنازعہ چلا آ رہا ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت کشمیر کی قریباً 80 فیصد آبادی مسلمان تھی۔ وہاں کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کیا جائے، لیکن وہاں کا ڈوگرا راجا ہری سنگھ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف تھا۔ اس نے انتہائی عیاری سے کام لیتے ہوئے کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا اور بھارتی فوجوں کو کشمیر میں داخل کر کے یہاں بھارت کا تسلّط قائم کر دیا۔ اس پر کشمیری مسلمانوں نے علمِ جہاد بلند کر دیا اور وادی کے قریباً ایک تہائی حصے کو بھارتی فوجوں سے آزاد کرا لیا۔

مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں

جب بھارتی فوجیں کشمیری مجاہدین کے قبضے سے علاقہ چھیننے میں ناکام ہوگئیں تو مزید ناکامی سے بچنے کے لیے بھارت یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا۔ بھارت نے وہاں یہ مؤقف اختیار کیا کہ کشمیر کا باقاعدہ الحاق بھارت سے ہو چکا تھا اس لیے یہ علاقہ اب بھارت کا ہے۔ بھارت نے مزید دعویٰ کیا کہ پاکستان نے کشمیر پر حملہ کیا ہے جس کا مطلب بھارت پر حملہ ہے۔ پاکستان نے کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا اور سلامتی کونسل کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے زور دیا کہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلے کا حق اس کے ہندو راجا کو نہیں بلکہ وہاں کے عوام کو ملنا چاہیے۔ سلامتی کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعے کشمیر میں جنگ بندی کی اپیل کی، چنانچہ یکم جنوری 1949ء کو جنگ بندی عمل میں آئی۔

کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ

سلامتی کونسل نے پاکستان کے اس مؤقف کو تسلیم کر لیا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس مقصد کے لیے اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی استصواب رائے کرایا جائے گا۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کو پاکستان اور بھارت دونوں نے منظور کر لیا اور جنگ بند ہوگئی۔ جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے اقوام متحدہ نے جنگ بندی لائن کی نگرانی کے لیے اپنے مبصر مقرر کر دیے۔

بھارت کی ٹال مٹول کی پالیسی

ان ابتدائی مسائل کے طے ہو جانے کے بعد توقع کی جا رہی تھی کہ اقوام متحدہ اپنے زیرِ نگرانی کشمیر میں استصواب رائے کا بندوبست کرے گا۔ اقوام متحدہ نے اس سمت کچھ کوششیں بھی کیں لیکن بھارت اس معاملے میں شروع ہی سے پرخلوص نہ تھا۔ اس نے کشمیر میں آزادانہ استصواب رائے کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کر دیے۔ بھارت کو علم تھا کہ کشمیر کے عوام پاکستان ہی کے حق میں ووٹ دیں گے۔ لہٰذا اس نے ٹال مٹول کی پالیسی اختیار کی اور وہاں کثیر تعداد میں فوج متعین کر دی۔ اس صورتِ حال کے بعد بھارت نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتے ہوئے استصواب رائے سے صاف انکار کر دیا۔ اس طرح مسئلہ کشمیر اب تک حل طلب ہے۔

پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with O.I.C. Countries)

پاکستان شروع ہی سے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے اتحاد کا خواہاں ہے اور اس نے ہمیشہ ہم آہنگی اور تعاون کے لیے سازگار ماحول بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے مَوقِف کی کھل کر اقوام متحدہ میں بات کی ہے۔

1969ء میں مسجد اقصیٰ میں آگ لگانے کے واقعے کے بعد دنیا بھر کے مسلم ممالک کے نمائندے مراکش کے شہر رباط میں اکٹھے ہوئے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل ادارے کی تشکیل کی تجویز پیش کی جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا صدر دفتر جدہ میں ہے۔ اسلامی کانفرنس کا منشور ترتیب دینے میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

ذیل میں چند اسلامی ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پاکستان اور سعودی عرب

-1 پاکستان اور سعودی عرب کے باہمی تعلقات بھائی چارے کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں کیونکہ سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں جہاں ہر سال ہزاروں پاکستانی فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ دونوں ممالک کی خارجہ پالیسی میں اتحادِ عالمِ اسلام کے اصول کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے سعودی عرب نے تحریکِ پاکستان کی حمایت کی اور قیامِ پاکستان کے بعد سعودی عرب نے پاکستان کو تسلیم کیا۔

-2 دفاعی میدان میں پاکستان نے سعودی عرب کے ساتھ فنی تعاون کیا اور سعودی عرب کی فوج کو جدید خطوط پر منظّم کرنے کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ شاہ فیصل نے اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لیے خطیر رقم فراہم کی۔

-3 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں سعودی عرب نے پاکستان کے مؤقف کی بھرپور حمایت کی اور معاشی امداد بھی فراہم کی۔

-4 مسئلہ کشمیر پر سعودی عرب کی حکومت نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ دوسری اسلامی کانفرنس 1974ء کے انعقاد کے سلسلے میں شاہ فیصل نے پاکستان کی بھرپور معاونت کی۔

-5 افغانستان کے مسئلہ پر سعودی حکومت نے پاکستان کے مؤقف کی تائید کی۔ 1991ء کے مشرق وسطیٰ کے انتشار میں پاکستان نے سعودی عرب کے مؤقف کی نہ صرف حمایت کی بلکہ مدد بھی فراہم کی۔ سعودی عرب کی مقدس زمین کے تحفظ کے لیے پاک فوج کے دستے بھیجے گئے۔

-6 1998ء میں پاک سعودی اکنامک کمیشن ریاض میں قائم کیا گیا، جس نے پاکستان میں 155 منصوبوں پر کام کرنا شروع کر دیا اور ان کی تکمیل کے لیے معاشی امداد مہیا کی۔ پس پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان دوطرفہ قریبی تعلقات موجود ہیں، جس کی بنا پر ایک دوسرے پر اعتماد کی فضا قائم ہے۔ سعودی عرب اور پاکستان کی مضبوط دوستی کو وقت نے بھی ثابت کیا ہے۔

پاکستان اور ترکی

-1 قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ترکی نے پاکستان کو تسلیم کر لیا اور مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے مؤقف کی مکمل حمایت کی۔

-2 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں ترکی نے پاکستان کو اسلحہ اور جنگی ساز و سامان دیا۔ 1966ء میں جب ترک صدرِ پاکستان

کے دورے پر آئے تو صدرِ پاکستان نے جنگ میں مدد کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

3- جولائی 1964ء میں ایران، پاکستان اور ترکی نے باہمی رضامندی سے "علاقائی تعاون برائے ترقی (R.C.D.)" کی بنیاد رکھی۔ 1985ء میں اس تنظیم کو دوبارہ فعال کیا گیا اور اس کا نیا نام "اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O.)" رکھا گیا۔ اب یہ دس رکنی تنظیم ہے۔ اس تنظیم کے تحت پاکستان اور ترکی کے درمیان معاشی تعاون جاری ہے۔ ترکی اور پاکستان کی تعمیراتی کمپنیاں باہم ترقیاتی منصوبے سرانجام دے رہی ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان فوجی روابط بھی مضبوط ہیں۔ دونوں ممالک کے حکام بھی ایک دوسرے کے ممالک کے دورے کرتے رہتے ہیں۔

4- 2002ء میں اسلام آباد میں پاکستان اور ترکی کے وزارتی کمیشن کا اجلاس منعقد ہوا اور مختلف معاہدات پر دستخط ہوئے۔ 2005ء میں پاکستان اور آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے میں ترکی نے پاکستان کی دل کھول کر امداد کی۔ 2013ء میں ترکی کے تعاون سے لاہور میں لاہور میٹرو بس سروس کا آغاز ہوا۔ 2013ء میں ہی پاکستان کے وزیراعظم نے ترکی کا دورہ کیا، جس میں دونوں ممالک کی طرف سے دوطرفہ تعلقات کو مزید بڑھانے پر زور دیا گیا۔ موجودہ دور میں دونوں ممالک کے درمیان زراعت، ٹرانسپورٹ، آٹوموبائل، مواصلات اور تعمیرات سمیت مختلف شعبوں میں تعاون جاری ہے۔

مصر، لیبیا، ملائیشیا اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ پاکستان کے تعلقات

پاکستان کے مصر، لیبیا، ملائیشیا اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ بھی اچھے تعلقات ہیں۔ لاکھوں پاکستانی ان ممالک میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو پاکستان کی معیشت کے لیے ایک بڑا سہارا ہے۔ پاکستان کے برادر اسلامی ملک مصر سے انتہائی خوشگوار تعلقات ہیں۔ 1973ء کی مصر اسرائیل جنگ میں پاکستان نے مصر کو نہ صرف فوجی امداد مہیا کی تھی بلکہ سفارتی سطح پر بھی مصر کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ پاکستان نے مصر کو اسلامی ممالک کی تنظیم کی رکنیت دلانے میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔

پاکستان کے لیبیا کے ساتھ بھی گہرے تعلقات ہیں۔ لیبیا کی آزادی میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں لیبیا نے نہ صرف پاکستان کی سفارتی حمایت کی بلکہ فوجی اور معاشی امداد بھی مہیا کی۔ پاکستان کے اسلامی ملک ملائیشیا کے ساتھ بھی اچھے تعلقات ہیں۔ تجارتی اور اقتصادی لحاظ سے ملائیشیا مسلم دنیا میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ پاکستان اور ملائیشیا کے درمیان سائنس، ٹیکنالوجی اور دوسرے شعبوں میں تعاون جاری ہے۔ متحدہ عرب امارات نے بھی ہر دور میں پاکستان کی مالی مدد کی ہے جس سے کئی منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔

اسی طرح انڈونیشیا، اردن، عراق، سوڈان اور دیگر تمام اسلامی ممالک کے ساتھ بھی پاکستان کے خوشگوار تعلقات قائم ہیں۔

پاکستان کے وسط ایشیائی مما لک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with Central Asian Countries)

وسطی ایشیائی مما لک جن میں آذر بائیجان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، قازقستان اور کرغیزستان شامل ہیں، 1991ء میں یہ ریاستیں متحدہ روس سے علیحدہ ہوکر آزاد ریاستیں بنیں۔ پاکستان نے ان مما لک کے مسائل حل کرنے میں گہری دلچسپی لی۔ یہ مما لک سمندر سے دور ہیں، اس لیے اپنی تجارت کو پاکستان کے بحری راستے سے فروغ دے سکتے ہیں۔ جب یہ مما لک آزاد ہوئے تو ان کے پاس زرِمبادلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ پاکستان نے ان مما لک سے مال کے بدلے مال کے طریقے سے تجارت شروع کی اور ان کی غذائی اجناس کی ضروریات کو پورا کیا۔ پاکستان نے ان سے متعدد معاہدات کیے اور صنعت کے فروغ میں ان کی مدد کی۔ پاکستان سے ان مما لک کے تعلقات کی تفصیل ذیل میں پیش ہے:

1- آذر بائیجان

پاکستان نے 1992ء میں آذر بائیجان سے تعلقات قائم کیے۔ 1994ء میں الیکٹرانکس کے شعبے میں دونوں مما لک کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ آذر بائیجان کے بہت سے طلبا پاکستان کی یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہیں۔ آذر بائیجان کے پاس تیل اور گیس کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان نے اس ملک کو تیل کی تلاش میں مدد دینے کے لیے 2001ء میں ایک معاہدہ کیا۔ پاکستان اور آذر بائیجان کے وفود کے تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔

2-ازبکستان

پاکستان کے وزرائے اعظم میاں محمد نواز شریف اور بے نظیر بھٹو ازبکستان کے دورے کر چکے ہیں۔ امام بخاریؒ کا مزار اس ملک کے مشہور شہر بخارا میں واقع ہے، جن سے مسلمان خاص عقیدت رکھتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف نے اپنے دورہ ازبکستان کے دوران امام بخاریؒ کے مزار کی مرمت کے لیے 50 ہزار ڈالر کا عطیہ دیا۔ یہاں کے صدر بھی 1992ء میں پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ ازبکستان ایرویز کا دفتر کراچی میں ہے۔ یہ ملک تیل، گیس اور کوئلہ کی دولت سے مالا مال ہے۔ پاکستان کو پائپ لائن کے ذریعے گیس کی فراہمی کا معاہدہ بھی دونوں مما لک کے درمیان ہو چکا ہے۔

3- تاجکستان

وسطی ایشیائی مما لک میں یہ ملک پاکستان کے قریب ترین ہے۔ اس کے دارالحکومت دوشنبے کا اسلام آباد سے فاصلہ

قریباً 500 کلومیٹر ہے۔ تاجکستان کے صدر 1994ء میں پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ اس ملک کے پاس بجلی ضرورت سے زیادہ ہے۔ پاکستان کو بجلی مہیا کرنے کے لیے پاکستان نے اس ملک میں پن بجلی کی پیداوار میں سرمایہ کاری کی ہے۔

4- ترکمانستان

ترکمانستان کے صدر 1994ء میں پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان مختلف شعبوں کی ترقی کے لیے کئی معاہدات ہو چکے ہیں۔ پاکستان اس ملک کو اشیائے خوردنی مہیا کرتا ہے۔ 1996ء میں ترکمانستان سے کوئٹہ تک گیس پائپ لائن بچھانے کا ایک معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔

5- قازقستان

یہ وسطی ایشیائی ممالک میں سے سب سے بڑا ملک ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے 1990ء میں قازقستان کا دورہ کیا اور تجارت کے فروغ کے لیے مختلف معاہدات کیے۔ یہاں کے صدر بھی 1992ء میں پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ پاکستان نے قازقستان کو سیمنٹ پلانٹ دینے اور مختلف صنعتیں لگانے میں مدد دینے کے لیے متعدد معاہدات کیے۔

6- کرغیزستان

کرغیزستان میں یورینیم کے وسیع ذخائر ہیں۔ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے، اس لیے پاکستان کو اس ملک کے ساتھ تعلقات بڑھانے میں گہری دلچسپی ہے۔ پاکستان کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کرغیزستان کا دورہ کیا۔ دونوں ممالک کے درمیان سڑک کے ذریعے تجارت کو فروغ دینے کا ایک معاہدہ ہو چکا ہے۔

پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with SAARC Countries)

سارک (SAARC) (South Asian Association for Regional Cooperation) جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون ہے جس کے قیام کا خیال بنگلہ دیش کے سابق وزیر اعظم جناب ضیاء الرحمٰن نے 1980ء میں پیش کیا لیکن 1985ء میں اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد رکن ممالک کے درمیان باہمی تعاون کو فروغ دینا ہے۔ اس تنظیم میں درج ذیل ممالک شامل ہیں۔

1. پاکستان
2. بھارت
3. بنگلہ دیش
4. سری لنکا
5. نیپال
6. مالدیپ
7. بھوٹان
8. افغانستان

اس تنظیم کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

1- جنوبی ایشیا کے ممالک کے درمیان اجتماعی خود انحصاری کو بڑھانا اور مضبوط کرنا۔

2- رکن ممالک کے درمیان معاشی، ثقافتی ٹیکنالوجی اور سائنسی میدانوں میں باہمی تعاون اور مدد کو فروغ دینا۔

3- باہمی دلچسپی کے موضوعات پر مشترکہ موقف اختیار کرنا۔

4- تنظیم نے باہمی تعاون کے فروغ کے لیے گیارہ شعبوں کا تعین کیا، جن میں ٹیلی کمیونیکیشن، میٹرولوجی، ٹرانسپورٹ، جہاز رانی، سیاحت، زرعی تحقیق، مشترکہ باہمی منصوبوں کے فروغ، سائنسی، تکنیکی اور تعلیمی میدان میں تعاون کو فروغ دیا۔

5- سارک ممالک کے درمیان کئی طرح کے سمجھوتے کیے گئے اور علاقائی بنیادوں پر بہت سے فوائد حاصل ہوئے مثلاً سارک کھیلوں کا انعقاد کرانا، جس کے نتیجے میں آٹھوں ممالک کے کھلاڑی ہر سال ان کھیلوں میں شرکت کر کے باہمی تعاون کو فروغ دے رہے ہیں۔

6- نیوکلیائی تنصیبات اور فضائی سروس کے معاہدے ہوئے۔

پاکستان اور بنگلہ دیش

1- پاکستان نے 1974ء میں لاہور میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر بنگلہ دیش کو تسلیم کیا۔

2- جولائی 1976ء میں ڈھاکہ میں دونوں ممالک کے درمیان جہاز رانی، بینکنگ اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں کی بہتری کے لیے مختلف معاہدات ہوئے۔

3- 1985ء میں سارک کا پہلا سربراہی اجلاس اور 1993ء میں سارک کا ساتواں سربراہی اجلاس بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں منعقد ہوا۔ ان میں سارک ممالک کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لیے بہت سارے اقدامات اٹھائے گئے۔

4- 1993ء میں پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کی رو سے پاکستان آئندہ دو برسوں میں بنگلہ دیش کو 300 ٹریکٹر مہیا کرے گا۔

5- 2005ء میں سارک کی تیرھویں سربراہی کانفرنس ڈھاکہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں بنگلہ دیش کی وزیر اعظم خالدہ ضیاء کو اگلے سال کے لیے سارک کا چیئر پرسن منتخب کیا گیا۔ اس اجلاس میں پاکستان نے متنازعہ امور کو حل کرنے پر زور دیا اور علاقائی مستقبل کی تعمیر کے لیے کشمیر کے مسئلے کے حل کو ناگزیر قرار دیا۔

پاکستان اور سری لنکا

1- سری لنکا ایک جزیرہ نما ملک ہے جو چاروں طرف سے سمندر میں گھرا ہوا ہے۔ یہاں کا اہم ذریعہ آمدن ماہی گیری ہے۔ سری لنکا میں چائے، ناریل اور ربڑ عام ہے، اس لیے یہ ملک ان اشیا کو برآمد کر کے کافی زرِمبادلہ کماتا ہے۔ سری لنکا میں سنہالی اور تامل نسلیں آباد ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہاں تامل اور سنہالی زبانیں بولی جاتی ہیں۔

2- سارک کا چھٹا سربراہی اجلاس 1991ء میں سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایشیا میں تخریب کاری اور تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر قابو پانے کے لیے مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔ پاکستان کے وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف نے اس خطے میں پائیدار امن کے قیام، اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی پابندی اور ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کی تجاویز دیں۔ 1998ء میں سارک کا دسواں سربراہی اجلاس سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا، جس میں سارک ممالک نے غربت کے خاتمے اور باہمی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا۔ 2010ء میں پاک، سری لنکا آزاد تجارت کا ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت دونوں ممالک نے دوطرفہ تجارت کو مزید بڑھانے پر اتفاق کیا۔

پاکستان اور نیپال

1- نیپال پہاڑی علاقے پر مشتمل ایک ملک ہے۔ اس ملک کی آمدن کا بڑا ذریعہ سیاحت ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی پہاڑی چوٹی ''ماؤنٹ ایوریسٹ (Mount Everest)'' نیپال ہی میں واقع ہے۔

2- 1987ء میں سارک کا تیسرا سربراہی اجلاس نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ بھارت کے علاوہ باقی سات ممالک کے درمیان کامل ہم فکری اور ہم آہنگی پائی گئی۔ سارک ممالک میں خوراک کے بحران کے مقابلے کے لیے مختلف اقدامات پر اتفاق کیا گیا۔

3- 2002ء میں سارک کی گیارہویں سربراہی کانفرنس نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں منعقد ہوئی۔ اس اجلاس میں اقتصادی تعاون، غربت کے خاتمے، صحت اور ماحولیات میں تعاون، اطلاعات اور سماجی ترقی اور دہشت گردی کے خاتمے کے بارے میں قرارداد پاس کی گئی۔

پاکستان اور مالدیپ

1- مالدیپ بحرِ ہند میں واقع تقریباً 2000 جزائر پر مشتمل ایک ملک ہے۔ یہاں کے عوام کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے۔ مالے اس کا

دارالحکومت ہے۔ یہاں سے گھونگے اور سیپیاں اکٹھی کر کے دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔

-2 1990ء میں سارک کی پانچویں سربراہی کانفرنس مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں منعقد ہوئی۔ میزبانی کے فرائض مالدیپ کے صدر نے ادا کیے۔ پاکستانی وفد کی قیادت وزیرِاعظم نواز شریف نے کی۔ کویت سے عراق کی فوج کی واپسی اور سمگلنگ کی روک تھام پر زور دیا گیا۔

پاکستان اور بھوٹان

-1 بھوٹان ایک پہاڑی ملک ہے۔ اس کے دارالحکومت کا نام تھمفو ہے جو کہ دریائے تھمفو کے کنارے آباد ہے۔ یہاں کے عوام کا تعلق منگول قبائل سے ہے۔ بھوٹان میں جنگلات زیادہ ہیں۔ لوگ لکڑی کاٹ کر روزی کماتے ہیں۔ زیادہ تر آبادی وادیوں میں رہتی ہے۔ بھیڑ بکریاں پالنا بھی ایک اہم پیشہ ہے۔ بھوٹان کی سرکاری زبان ''ڈونگا'' ہے۔

-2 سارک کے دائرہ کار کے لحاظ سے پاکستان کے بھوٹان کے ساتھ کافی قریبی تعلقات استوار ہو چکے ہیں۔

-3 1985ء میں سارک کی تشکیل کا حتمی خاکہ تھمفو (بھوٹان) میں تیار کیا گیا۔

پاکستان کے امریکہ، چین، برطانیہ، یورپی یونین، روس اور جاپان کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with USA, China, UK, EU, Russia and Japan)

پاک امریکہ تعلقات

-1 1948ء میں امریکی سفیر نے قائداعظمؒ کی خدمت میں اپنی اسنادِ سفارت پیش کیں۔ اس موقعے پر قائداعظمؒ نے امریکہ کو پاکستان کی دوستی کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ ہم تمام آزاد اقوام سے صرف دوستی اور خیرسگالی کے امیدوار ہیں۔

-2 امریکی صدر ٹرومین کی دعوت پر پاکستانی وزیرِاعظم لیاقت علی خاں نے 1950 میں امریکہ کا دورہ کیا۔ لیاقت علی خاں نے امریکہ میں اپنے خطابات کے ذریعے پاکستان کے قیام کے مقاصد بیان کرنے کے علاوہ پاکستان کی ترقی کی ضروریات بھی بیان کیں۔ ان کا یہ دورہ کامیاب رہا۔ امریکہ نے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد دی، جس سے پاکستان کی ترقی اور تعمیر میں مدد ملی۔

-3 1955ء میں امریکہ اور پاکستان کے نمائندوں کے درمیان تعاون کے ایک سمجھوتے پر دستخط ہوئے جس کے تحت امریکہ نے پاکستان کے ساتھ ری ایکٹروں کی تعمیر ڈیزائن اور دیگر امور میں کچھ حقوق عطا کیے۔

4- جولائی 1961ء میں صدرِ پاکستان محمد ایوب خاں نے امریکہ کا پانچ روزہ سرکاری دورہ کیا۔ انھوں نے امریکی صدر کینیڈی سے بات چیت کی اور مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں پاکستان کا **مؤقف** بتایا۔ اس دورے کے اختتام پر جاری ہونے والے مشترکہ اعلانیہ میں امریکہ نے دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے لیے پاکستان کو امداد کی یقین دہانی کروائی نیز یہ کہ امریکہ کے حواری ممالک کو بھی پاکستان کو امداد دینے پر آمادہ کیا جائے گا۔ امریکہ نے پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد کی بات کو بھی دہرایا اور امریکہ نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان سرحد (ڈیورنڈ لائن) کو تسلیم کر لیا گیا۔

5- 1979ء میں روس نے افغانستان میں اپنی فوج داخل کر کے افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ پاکستان اور امریکہ نے کھل کر روسی قبضہ کی مخالفت کی۔ پاکستان، امریکہ اور دیگر مغربی ممالک نے افغان عوام کی مدد کی۔ پاک امریکہ مشترکہ پالیسی کی وجہ سے اس جنگ میں روس کو ناکامی ہوئی اور وہ افغانستان سے اپنی فوج نکالنے پر مجبور ہو گیا۔

6- دسمبر 1982ء میں امریکہ کے نئے صدر ریگن کی دعوت پر جنرل ضیاء الحق امریکہ گئے۔ اس دورے میں دونوں ملکوں نے ایک وزارتی کمیشن کے قیام کا اعلان کیا اور پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی پہلی کھیپ دے دی گئی۔ اس کے جواب میں 1983ء میں بھارت اور روس نے بھی ایک معاہدہ کر لیا اور روس نے بھارت کو جدید ترین اسلحہ، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک شکن اسلحہ اور دیگر ہتھیار دینے کا اعلان کیا۔

7- 1985ء میں امریکی سینٹ نے ایک قانون کی منظوری دی جس کے تحت طے پایا کہ ایٹمی ہتھیار بنانے والے ممالک کی امداد بند کر دی جائے۔ امریکی صدر نے ایک سال کے لیے پاکستان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے امداد کی منظوری دے دی۔ پاکستان کو بعد میں بھی اس ترمیم سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا رہا اور سال بہ سال امداد ملتی رہی۔ اکتوبر 1985ء میں جب جنرل ضیاء الحق اقوام متحدہ کی چالیسویں سالگرہ کی تقریبات میں شرکت کے لیے نیویارک گئے تو امریکی صدر سے بھی ملاقات کی۔

8- 1986ء میں پاکستان کے وزیر اعظم محمد خاں جونیجو امریکہ کے دورے پر گئے۔ اس دورے میں انھوں نے امریکی صدر کے علاوہ دیگر اعلیٰ حکام سے بھی ملاقاتیں کیں۔ اس موقعے پر دونوں ممالک میں حساس ٹیکنالوجی کی منتقلی کا معاہدہ طے پایا لیکن امریکہ نے شرط عائد کی کہ اس ٹیکنالوجی کو ایٹمی پروگرام کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

9- مارچ 1986ء میں امریکہ نے اگلے چھ برس کے لیے پاکستان کو تین ارب بیس کروڑ ڈالر امداد کی منظوری دے دی۔ اس کا زیادہ حصہ فوجی سامان کی خریداری کے لیے تھا اور اس امداد پر شرح سود بہت کم تھی۔

1995 کے اواخر میں وزیرِاعظم پاکستان محترمہ بےنظیر بھٹو نے امریکا کا دورہ کیا۔ وہاں وہ ایک مقبول شخصیت کے طور پر سامنے آئیں اوراس کے نتیجے میں پاک امریکا تعلقات میں مزید بہتری کی کیفیت پیدا ہوئی۔

10- جنوری 1992ء میں پریسلر ترمیم (Pressler Amendment) کے خالق اور محرک لیری پریسلر نے امریکی بیرونی امداد کے قانون میں تبدیلی کروائی، جس کے تحت پاکستان کی ہر قسم کی امداد روک لی گئی۔ اس ترمیم میں پاکستان کو ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے کہا گیا تھا۔ تاہم چند ماہ بعد بش انتظامیہ نے پاکستان کو تیس کروڑ ڈالر کا اسلحہ فروخت کرنے کی اجازت دی اور پاکستان کی اقتصادی امداد پر سے پابندی جزوی طور پر اٹھالی گئی۔

11- 26 جنوری 1996ء کو صدر بل کلنٹن نے براؤن ترمیم پر دستخط کیے، جس کے تحت پاکستان کے لیے فوجی واقتصادی امداد کی راہ ہموار ہوگئی۔ اس ضمن میں پاکستان میں اس ترمیم کا خیر مقدم کیا گیا۔ 15 جنوری 1998ء کو امریکی کانگرس نے پاکستان کو ایف 16 طیارے نہ دینے کے سلسلے میں رقم واپس کرنے کی حمایت کر دی۔

12- 2004ء کو امریکی افواج کے جنرل اپنے وفد کے ہمراہ پاکستان کے دو روزہ دورے پر آئے۔ اس دوران انھوں نے صدرِ پاکستان سے ملاقات کی اور افغانستان میں جاری آپریشن پر تبادلہ خیال کیا۔ امریکہ نے پاکستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے تحت امریکہ پاکستان کو 270 ملین ڈالر کی امداد دے گا، جو مختلف ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوگی۔

13- 11 ستمبر 2001ء میں امریکہ میں ہونے والی دہشت گردی (11-9) کے واقعات کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیا مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کو خود دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ امریکہ نے اپنے مقاصد کے لیے کئی بار پاکستان کے ساتھ دیرپا اور خوشگوار تعلقات رکھنے کا اعادہ کیا ہے۔ پچھلے تیرہ سالوں میں امریکہ پاکستان کو اربوں ڈالر بطور قرض بھی دے چکا ہے۔ البتہ امریکہ نے پاکستان کے دیرپا اقتصادی اور دفاعی فائدے کے لیے کسی بھی بڑے منصوبے کے لیے مدد نہیں دی۔

پاک روس تعلقات

1- مئی 1948ء میں دونوں ممالک میں سفارتی تعلقات قائم ہوئے اور اگلے برس روس میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا۔ سفیروں کے تقرر سے پہلے ہی روسی وزیرِاعظم مارشل جوزف سٹالن کی طرف سے جون 1949ء میں پاکستانی وزیرِاعظم مسٹر لیاقت علی کو دورے کی دعوت دی جا چکی تھی۔ اس دورے کے لیے اگست کا مہینہ تجویز کیا گیا تاہم وہ اس کو نظر انداز کر کے امریکا کے دورے پر چلے گئے۔ اس سال جولائی میں روس سے ایک تجارتی وفد پاکستان آیا اور اس وفد کا دورہ

بھی قریباً ناکام ہی رہا کیوں کہ دونوں ممالک کے درمیان کوئی سمجھوتا طے نہ پا سکا۔ روسی دعوت کے بعد امریکی صدر ٹرومین نے بھی پاکستانی وزیر اعظم کو دورے کی دعوت دی جسے فوراً قبول کر لیا گیا۔ اس اقدام کے نتیجے میں روس اور پاکستان کے درمیان ایک خلیج حائل ہو گئی جسے آج تک دور نہیں کیا جا سکا۔ لیاقت علی خاں نے 1950ء میں امریکہ کا دورہ کیا اور روس نے پاکستان کو جانبدار ملک قرار دے دیا۔

-2 مارچ 1956ء میں روسی دارالحکومت ماسکو میں پاکستانی سفارت خانے نے یوم پاکستان کی تقریب منعقد کی۔ اس میں روسی وزیر خارجہ نے بھی شرکت کی اور پیشکش کی کہ جس طرح روس نے بھارت کو سٹیل ری رولنگ مل کے قیام کے لیے مدد دی ہے۔ اسی طرح کی ایک مل کے لیے روس، پاکستان کو بھی مدد دے سکتا ہے۔

-3 مارچ 1961ء میں دونوں ممالک نے ایک معاہدے پر دستخط کیے جس کے تحت روس نے پاکستان میں تیل تلاش کرنا تھا۔ روس نے پانچ سال کے لیے گیس کی تلاش کے سلسلے میں اپنے ماہرین کو بھیجنا بھی تسلیم کر لیا۔ اس معاہدے کے نتیجے میں سابقہ تلخی کم کرنے میں کافی مدد ملی۔ دو برس بعد دونوں ممالک کے درمیان فضائی سروس کا بھی اجرا ہو گیا۔ 1964ء میں فنی اور سائنسی تعاون کا ایک سمجھوتا بھی طے پایا اور یوں دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کسی حد تک بہتر ہونے لگے۔

-4 1965ء میں صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے روس کا دورہ کیا۔ دونوں ممالک کے درمیان تین معاہدوں پر دستخط کیے گئے جن کے تحت سابقہ تجارت کی مالیت بڑھا کر دگنی کر دی گئی۔ روس نے قرضے کے طور پر پندرہ سے پچیس کروڑ روپے دینے کا اعلان کیا اور ثقافتی معاہدے کے تحت مختلف فنی ماہرین، طلبہ، ادیبوں اور فنکاروں کے ساتھ ساتھ ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کے تبادلے پر بھی اتفاق کیا گیا۔ روس نے پاکستان کے تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے لیے بھی امداد دینے کا اعلان کیا۔

-5 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد جنوری 1966ء میں روس نے تاشقند کے مقام پر بھارت اور پاکستان کے درمیان معاہدہ کروا کے جنگی قیدیوں کی واپسی اور علاقوں پر قبضے کا مسئلہ حل کروایا۔

-6 مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بننے کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ 1971ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا تو انھوں نے دیکھا کہ امریکہ نے سینٹو اور سیٹو کے معاہدات کے باوجود پاکستان کی کوئی مدد نہیں کی تو انھوں نے ان معاہدات کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔

7- 1973ء میں دونوں ممالک کے درمیان ایک معاہدے کی رو سے روس نے تھرمل بجلی گھر کے لیے جنریٹر اور ضروری ساز وسامان دیا۔اسی سال سٹیل مل کے منصوبے کو آخری شکل دی گئی اور کراچی میں مل کی تعمیر کا کام نومبر میں شروع کیا گیا۔

8- 1988ء میں افغان مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایک معاہدہ طے پایا جسے معاہدہ جنیوا کا نام دیا گیا۔ پاکستان اور افغانستان کے علاوہ امریکہ اور روس نے دستخط کیے تھے۔اس معاہدے کی رو سے روس نے نو ماہ کے اندر اندر اپنی فوجیں بلانے کا فیصلہ کیا چنانچہ 1989ء کے وسط تک افغانستان سے تمام فوجیں واپس نکل گئیں۔اب مختلف شعبوں میں دونوں ممالک کے درمیان تعاون جاری ہے۔

پاک برطانیہ تعلقات

1- پاکستان اور برطانیہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہے ہیں۔پاکستان بننے کے بعد اسے دولتِ مشترکہ کا ممبر بنالیا گیا تھا۔جب 1955ء میں سینٹو کا معاہدہ طے پایا تو اس میں بھی برطانیہ اور پاکستان دونوں شریک تھے۔

2- 1959ء میں برطانیہ نے پاکستان کو 13 کروڑ روپے کا قرضہ دیا۔1961ء میں برطانیہ نے سندھ طاس معاہدے کے تحت نہری پانی کے متبادل انتظامات کے لیے مدد کی۔ برطانیہ نے پاکستان کے دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے لیے ساڑھے 45 کروڑ روپے کی رقم دی۔اس کے علاوہ 1961ء میں ریلوے ویگن خریدنے کے لیے چار کروڑ روپے کے لگ بھگ امداد دی گئی۔اگلے برس دو اور قرضے دیے گئے جن میں سے پہلا 9 کروڑ اور دوسرا 13 کروڑ روپے کا تھا۔یہ رقم بحری جہاز اور بسیں خریدنے نیز حیدرآباد میں بجلی گھر کی تعمیر کے لیے دی گئی تھی۔1963ء میں صنعتی قرضہ جات اور سرمایہ کاری کے لیے 13 کروڑ روپے کا ایک اور قرضہ دیا گیا۔1966ء میں پاکستان اور برطانیہ کے درمیان ایک سمجھوتے پر دستخط ہو گئے جس کے تحت انتہائی نرم شرائط پر پاکستان کو چالیس لاکھ پاؤنڈ کا قرضہ دیا گیا۔

3- پاکستان میں 1971ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت بنی تو انھوں نے 1972ء میں دولتِ مشترکہ سے علیحدگی کا اعلان کیا۔

4- پاکستان کے وزیرِاعظم محمد خان جونیجو نے 1987ء میں برطانیہ کا دورہ کیا۔انھوں نے کہا کہ پاکستان کے لیے برطانوی امداد اور تعاون قابلِ ستائش ہے۔وزیرِاعظم جونیجو نے برطانیہ کے دوسرے شہروں کا دورہ کیا اور برطانوی صنعت کاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی دعوت دی۔انھوں نے یقین دلایا کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو مکمل تحفظ دیا جائے گا۔

5- 1989ء میں پاکستان کی وزیرِاعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے بھی برطانیہ کا دورہ کیا۔اپنے ایک ہفتے کے دورے میں انھوں نے مسئلہ افغانستان کے علاوہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور پاک بھارت تعلقات پر بھی بات چیت کی۔1989ء میں پاکستان ایک بار پھر دولت مشترکہ کا ممبر بن گیا۔اگرچہ بھارت نے اس معاملے میں پاکستان کی شدید مخالفت کی لیکن پاکستان کو

دولت مشترکہ کا ممبر بنالیا گیا۔

6- 2001ء میں امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دہشت گردی (11-9) کے واقعے کے بعد دہشت گردی کے خلاف پاکستان امریکہ اور برطانیہ کا اتحادی بنا۔ 2002ء میں دونوں ممالک نے دہشت گردی اور شدت پسندی کے خاتمے کے لیے ایک دوسرے سے تعاون بڑھانے پر اتفاق کیا۔

7- 2003ء میں صدر جنرل پرویز مشرف لندن پہنچے اور برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر سے ملاقات کی۔ صدر پرویز مشرف سے ملاقات کے دوران برطانوی وزیر اعظم نے تنازعہ کشمیر کے حل میں تعاون کا مکمل یقین دلایا۔ 2005ء میں دولت مشترکہ کا اجلاس یورپ کے ایک ملک جمہوریہ مالٹا میں منعقد ہوا جس میں پاکستان کی نمائندگی وزیر اعظم شوکت عزیز نے کی۔ اس موقع پر انھوں نے کہا کہ پاکستان نے انتہا پسندی اور دہشت گردی کی جنگ میں شامل ہو کر یہ بات واضح کر دی ہے کہ پاکستان دنیا میں امن چاہتا ہے۔ 2005ء میں پاکستان اور آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے میں برطانیہ اور دولت مشترکہ کے دوسرے ممبر ممالک نے پاکستان کی بھرپور امداد کی۔ اسلام آباد میں منعقد ہونے والی عالمی ڈونر کانفرنس میں دولت مشترکہ کی طرف سے مزید امداد کا اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ اس نازک گھڑی میں دولت مشترکہ کے تمام ممبر ممالک پاکستان کے ساتھ ہیں۔
18 فروری 2008ء کے انتخابات کے بعد پاکستان میں جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ 2010ء میں صدر پاکستان آصف علی زرداری نے برطانیہ کا دورہ کیا اور برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون سے ملاقات کی۔ اس موقع پر برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات نہ ختم ہونے والے ہیں کیونکہ یہ دونوں ممالک کے باہمی مفادات پر مبنی ہیں۔ 2011ء میں اپنے دورہ پاکستان کے موقع پر برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان کا دشمن برطانیہ کا دشمن اور اس کا دوست ہمارا دوست ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان تجارت، تعلیم اور ثقافت سمیت تمام شعبوں میں مستحکم تعلقات ہیں۔

8- 2014ء میں پاکستان اور برطانیہ کے وزرائے اعظم کی لندن میں ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے دوران دونوں وزرائے اعظم نے تجارت اور دفاع سمیت مختلف شعبوں میں دوطرفہ تعلقات کا جائزہ لیا اور ان تعلقات کو مزید مستحکم بنانے کا عزم کیا۔ دونوں ممالک کے درمیان اب سیاسی، تجارتی، ثقافتی اور تعلیمی وفود کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔

پاکستان اور یورپی یونین کے تعلقات

یورپی ممالک نے باہمی طور پر ''ایک یورپ'' کے تصور کے تحت یورپین یونین بنائی ہے۔ یورپی یونین 28 ممالک کی ایک تنظیم ہے۔

1- پاکستان اور یورپی کمیونٹی کے تعلقات 1976ء میں قائم ہوئے۔ اب تک یورپی یونین پاکستان میں مختلف پراجیکٹ اور پروگراموں پر 500 ملین یورو سے زائد خرچ کر چکی ہے۔

2- 1980ء کی دہائی میں یورپی کمیونٹی نے پاکستان میں سماجی بہبود کے بہت سارے منصوبے شروع کیے جن میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، ایک مچھلی بندرگاہ کی سہولت، دیہات میں بجلی کی فراہمی، مویشیوں کی بہتری، تعلیم، ووکیشنل ٹریننگ اور دیہی بہبود وغیرہ شامل تھے۔

3- 1990ء کی دہائی میں یورپی یونین نے حکومت پاکستان کی پالیسی کے مطابق انسانی وسائل کی ترقی اور ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے کے لیے کچھ منصوبے شروع کیے تھے، جن کے نتائج کافی حوصلہ افزا تھے۔ اس کے علاوہ بہبودِ آبادی، چائلڈ لیبر کے خاتمے، آمدنی میں اضافہ کرنے، منشیات کے استعمال میں کمی کرنے اور دیہات میں صحت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے مختلف این۔جی۔او (NGOs) کو مالی امداد فراہم کی۔

4- 2004ء میں یورپی یونین نے ورلڈ ٹریڈ آرگنائیزیشن (WTO) کے تحت پاکستان کی تجارت کو بڑھانے کے لیے فنی معاونت کا ایک پروگرام (Trade-related technical assistance programme) شروع کیا۔

5- 2002-06ء کے لیے پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لیے یورپی یونین نے 75 ملین یورو مختص کیے اور 2001ء سے دہشت گردی کے خلاف اتحادی کا کردار ادا کرنے پر 50 ملین یورو امداد دی۔

6- 8 اکتوبر 2005ء کو پاکستان کے شمالی علاقوں اور آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے کے متاثرین کی مدد کے لیے یورپی یونین نے 93.6 ملین یورو کی امداد کا اعلان کیا۔ پاکستان اور یورپی یونین کے تعلقات کو وقت کے جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے 17 جون 2009ء کو بیلجیم کے دارالحکومت برسلز (Brussels) میں پاک، یورپی یونین کانفرنس (EU-Pakistani Summit) کا انعقاد کیا گیا جس میں صدر پاکستان نے بھی شرکت کی۔ یورپی یونین اور پاکستان اہم تجارتی حصہ دار (Trading Partner) ہیں۔ 2012ء میں یورپی یونین کے ساتھ پاکستان کی تجارت کا حجم 802 بلین یورو تھا۔

پاکستان اور جاپان کے تعلقات

1- جاپان کا ملک براعظم ایشیا کے مشرق میں چار بڑے اور کئی چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ یہ انتہائی مشرق میں ہے۔ لہٰذا جاپان کو چڑھتے سورج کی سرزمین کہتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپان نے صنعتی لحاظ سے زبردست ترقی کی ہے۔ ٹوکیو، جاپان کا دارالحکومت ہے جو ایک قدیم تاریخی شہر ہے۔ اس کی موجودہ اہمیت گذشتہ صدی سے قائم ہونے والی صنعتوں کی بدولت ہے۔

2- جاپان میں مشینری، کپڑا، روزمرہ ضروریات کی چیزیں اور خوراک ومشروبات تیار کرنے والی متعدد فیکٹریاں ہیں۔بجلی کا سامان، ریڈیو، ٹیلی ویژن، کیمرے، گھڑیاں اور متفرق سامان تیار کرنے کے بے شمار چھوٹے بڑے یونٹ کام کرتے ہیں۔ بھاری صنعتوں میں فولاد سازی، جہاز سازی اور تیل صاف کرنے کے کئی بڑے کارخانے شامل ہیں۔ یہ کارخانے زیادہ تر ساحلِ سمندر کے ساتھ واقع ہیں۔

3- جاپان براعظم ایشیا کا ایک ترقی یافتہ ملک ہے۔ پاکستان جاپان سے گاڑیاں اور الیکٹرونکس کی اشیا منگواتا ہے۔جاپان نے پاکستان میں تعلیم کی بہتری سمیت کئی منصوبوں میں سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔ جاپان پاکستانی مچھلی کے خریداروں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

4- 9/11 کے واقعے کے بعد شدت پسندی کے خلاف جنگ میں نمایاں کردار ادا کرنے پر جاپان نے پاکستان کی کئی بار امداد کی۔

اقوام متحدہ
(United Nations)

پہلی جنگِ عظیم کے خاتمہ پر 1919ء میں انجمنِ اقوام (League of Nations) قائم کی گئی لیکن دوسری جنگِ عظیم چھڑ جانے کی وجہ سے یہ ادارہ ختم ہوگیا۔ جنگ کے بعد تباہی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھر کی انسانی برادری نے آئندہ جنگوں کی روک تھام اور باہمی تعاون کے فروغ کے لیے ایک نئے ادارے کی تخلیق کو ضروری سمجھا۔ بڑے ممالک کے سربراہوں نے متعدد بار ملاقاتیں کیں۔ بالآخر 1945ء میں امریکہ کے شہر سان فرانسسکو میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور اقوامِ متحدہ (United Nations) بنانے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ پچاس ریاستوں کے نمائندوں نے 25 جون 1945ء کو اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی منظوری دی اور یہ ادارہ 24 اکتوبر 1945ء کو وجود میں آ گیا۔ اس کا صدر مقام نیویارک میں ہے۔

اقوام متحدہ کے قیام کے مقاصد:

1- بین الاقوامی امن کا قیام
2- معاشی ومعاشرتی تعاون
3- انصاف کی فراہمی
4- انسانی مسائل کا حل

اقوامِ متحدہ کے ادارے

(Organs of the United Nations)

اقوامِ متحدہ کے مندرجہ ذیل چھ بنیادی ادارے ہیں:

1. جنرل اسمبلی
2. سلامتی کونسل
3. تولیتی کونسل
4. معاشی و معاشرتی کونسل
5. بین الاقوامی عدالت انصاف
6. سیکرٹریٹ

1- جنرل اسمبلی (General Assembly)

جنرل اسمبلی اقوامِ متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ تمام رکن ممالک کے نمائندے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کا اجلاس ہر سال ستمبر کے مہینے میں منعقد ہوتا ہے۔ سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان کا انتخاب کرنا، معاشی اور معاشرتی کونسل کے ارکان کا انتخاب کرنا، نئی ریاستوں کو رکنیت دینا اور کسی ریاست کی رکنیت کو ختم کرنا، اقوامِ متحدہ کے بجٹ کی منظوری دینا اور دنیا بھر میں امن کے قیام کے لیے اقدامات کرنا وغیرہ اس کے فرائض میں شامل ہیں۔

2- سلامتی کونسل (Security Council)

یہ اقوامِ متحدہ کا دوسرا اور بہت اہم ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اقوامِ متحدہ کی مرکزی انتظامیہ کا درجہ رکھتا ہے۔ سلامتی کونسل کے کل ارکان کی تعداد 15 ہے۔ ان میں سے 5 مستقل ارکان امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور عوامی جمہوریہ چین ہیں۔ سلامتی کونسل کے اجلاس مختصر وقفوں کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ کونسل کا صدر ہر ماہ منتخب کیا جاتا ہے۔ سلامتی کونسل کے فیصلے پندرہ میں سے کم از کم نو ارکان کی رائے کے مطابق طے پاتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ ان 9 ارکان میں پانچوں مستقل ارکان شامل ہوں۔ اگر کوئی ایک مستقل رکن منفی رائے دے دے تو معاملہ طے نہیں پا سکتا۔ مستقل ارکان کے اس اختیار کو ''ویٹو'' کا نام دیا گیا ہے۔ امن و امان کا قیام، بین الاقوامی تنازعات کا حل، نئے ممالک کی رکنیت اور اس کے خاتمے کی سفارش، بین الاقوامی عدالت انصاف کے ججوں کا چناؤ اور جنرل سیکرٹری کے چناؤ کی سفارشات سلامتی اسمبلی کو بھیجنا اس کے اہم فرائض میں شامل ہے۔

3- تولیتی کونسل (Trusteeship Council)

اقوامِ متحدہ کے اس ادارے نے دوسری جنگِ عظیم کے بعد تباہ حال قوموں کی حالت بہتر بنانے کے لیے انتظام کیا تاکہ وہ ان علاقوں کے عوام کی ثقافتی، تعلیمی، اقتصادی، سماجی اور دیگر ضرورتوں کی تکمیل بطور نگران کرے اور یہ نگرانی اس وقت تک رہے گی

جب تک کہ یہ قومیں آزادی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتیں۔ اب یہ ادارہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔

4- معاشی و معاشرتی کونسل (Economic and Social Council)

کونسل کے کل ارکان کی تعداد 54 ہے۔ ان کا چناؤ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہیں۔ ہر رکن کی میعاد تین سال ہے۔ 1/3 ارکان ہر سال ریٹائر ہو جاتے ہیں اور اُن کی جگہ نئے ارکان منتخب کر لیے جاتے ہیں۔ کونسل کے اجلاس سال میں تین بار طلب کیے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ خصوصی اجلاس بھی بلایا جا سکتا ہے۔ معاشی و معاشرتی کونسل کے ارکان اپنے میں سے ایک رکن کو بطور صدر چُن لیتے ہیں۔ انسانوں کے معیارِ زندگی کو بلند کرنا اور معاشی و معاشرتی ترقی کی کوشش کرنا، تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون، بے روزگاری، غربت اور بیماری کو دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا وغیرہ اس کے فرائض میں شامل ہیں۔

5- بین الاقوامی عدالت انصاف (International Court of Justice)

اقوام متحدہ میں بین الاقوامی عدالت انصاف ایک اہم عضو ہے۔ عدالت کے ججوں کی کل تعداد 15 ہے جو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا چناؤ 9 سالہ مدت کے لیے جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہیں۔ ایک ملک سے ایک سے زیادہ جج نہیں لیا جا سکتا۔ عدالت اپنے فیصلے حاضر ارکان کی اکثریت کی رائے کے مطابق کرتی ہے۔

ریاستوں کے مابین تنازعات کا حل کرانا اقوام متحدہ کے منشور میں شامل ہے نیز تمام موضوعات پر مقدمات کی سماعت کرنا، بین الاقوامی قوانین کی تشریح و توضیح کرنا اور اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کو قانونی مشورہ دینا اس کے فرائض میں شامل ہے۔

6- سیکرٹریٹ (Secretariat)

یہ اقوام متحدہ کا ریکارڈ آفس ہے اور نیو یارک میں قائم ہے۔ سیکرٹریٹ کا سربراہ سیکرٹری جنرل کہلاتا ہے۔ اُس کی معاونت کے لیے کئی سیکرٹری بھی چنے جاتے ہیں۔ جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل، سیکرٹری جنرل کو پانچ سال کے لیے منتخب کرتی ہیں۔ تمام اداروں کے اجلاسوں کی کارروائیوں اور خط و کتابت وغیرہ کا ریکارڈ محفوظ رکھنا اس کے اہم فرائض میں شامل ہے۔

دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار

(Pakistan's Contribution For Peace in the World)

دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

1- پاکستان نے ہمیشہ اقوام متحدہ کے چارٹر کا احترام کیا ہے اور چاہتا ہے کہ دنیا میں جھگڑوں کا فیصلہ پُر امن طریقے سے ہو جائے۔ دنیا میں تخفیفِ اسلحہ کی کوششوں میں اقوامِ متحدہ کا ساتھ دیا ہے۔

2- جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا (موجودہ زمباوے) میں نسلی امتیاز کی وجہ سے اقوامِ متحدہ نے معاشی مقاطعہ (Social Boycott) کی پالیسی اپنائی تو پاکستان نے اس پر عمل کیا اور ان ممالک سے سفارتی تعلقات ختم کر لیے۔

3- ستمبر 1965ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی تو اقوام متحدہ کی مداخلت پر پاکستان نے جنگ بندی قبول کر لی۔

4- پاکستان نے محکوم اور غلام قوموں کے حقِ خود ارادیت کی ہمیشہ حمایت کی ہے، اسی وجہ سے پاکستان کشمیر اور فلسطین کے لوگوں کی حمایت کرتا ہے۔

5- پاکستان نے جوہری توانائی پر بین الاقوامی کنٹرول کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔

6- پاکستان نے امن کے قیام کے سلسلے میں اقوامِ متحدہ کے کہنے پر کانگو سمیت دنیا کے کئی ممالک میں اپنی فوج بھیجی۔

7- پاکستان نے انڈونیشیا کی آزادی کا مسئلہ اقوامِ متحدہ میں پیش کیا اور تمام پُر امن ممالک کے لیے اقوامِ متحدہ کے دروازے کھولنے پر زور دیا۔

8- پاکستان نے سری لنکا، نیپال، کمبوڈیا اور لیبیا کو اقوام متحدہ کا رکن بنوانے میں مدد دی۔

9- پاکستان نے الجزائر کی آزادی کی حمایت کی۔ تیونس اور مراکش کی آزادی و خود مختاری کی بھرپور کوشش کی۔

10- پاکستان نے نہر سویز کے مسئلے پر مصر کے مؤقف کی حمایت کی۔

11- بیت المقدس کو اسرائیل کے قبضے سے خالی کرانے کی قرارداد جنرل اسمبلی میں پیش کی اور اکثریت سے پاس کروائی۔

12- دنیا میں دہشت گردی اور شدت پسندی کے خلاف پاکستان بہت مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔

مشقی سوالات

(حصہ اوّل)

1 (الف): نیچے دیے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✔) کا نشان لگائیں۔

-1 پاکستان اور افغانستان کے درمیان سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی:

(الف) 1947ء میں (ب) 1948ء میں

(ج) 1949ء میں (د) 1950ء میں

-2 1979ء میں کس ملک نے افغانستان میں اپنی افواج داخل کیں؟

(الف) امریکہ (ب) برطانیہ

(ج) روس (د) فرانس

-3 اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے:

(الف) جنرل اسمبلی (ب) بین الاقوامی عدالتِ انصاف

(ج) سلامتی کونسل (د) معاشی و معاشرتی کونسل

-4 عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1947ء (ب) 1949ء

(ج) 1951ء (د) 1953ء

-5 اقوام متحدہ کی "معاشی و معاشرتی کونسل" کے ارکان کی تعداد ہے:

(الف) 34 (ب) 44

(ج) 54 (د) 64

-6 اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس 1969ء میں شہر میں منعقد ہوا:

(الف) رباط (ب) جدہ

(ج) کراچی (د) تہران

-7 24 اکتوبر 1945ء کو ادارے کا قیام عمل میں آیا:

(الف) اقتصادی تعاون کی تنظیم (ب) اسلامی کانفرنس کی تنظیم

(ج) اقوامِ متحدہ (د) علاقائی تعاون برائے ترقی

-8 پاکستان اور بھارت کے درمیان ''شملہ معاہدہ'' ہوا:

(الف) 1971ء　　(ب) 1972 ء

(ج) 1967ء　　(د) 1965 ء

-9 پاکستان اور یورپی یونین کے تعلقات قائم ہوئے:

(الف) 1966 ء　　(ب) 1976 ء

(ج) 1986ء　　(د) 1996 ء

-10 1974ء میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی:

(الف) پاکستان　　(ب) مراکش

(ج) سعودی عرب　　(د) ایران

-11 امریکہ کے شہر نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر (9/11) کا واقعہ پیش آیا:

(الف) 2001ء　　(ب) 2003ء

(ج) 2005ء　　(د) 2007ء

(ب): درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

-1 ''ڈیورنڈ لائن'' سے کیا مراد ہے؟

-2 معاشی و معاشرتی کونسل کون سے فرائض سرانجام دیتی ہے؟

-3 اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تین ذمہ داریاں تحریر کریں۔

-4 پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحدی معاہدہ کب ہوا؟

-5 ''سندھ طاس معاہدہ'' کن ممالک کے درمیان ہوا؟

-6 پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے درمیان تعلقات کا آغاز کب ہوا؟

-7 اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے دس رکن ممالک کے نام تحریر کریں۔

-8 مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں کب پیش ہوا؟

-9 ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ کب اور کہاں رونما ہوا؟

-10 بھوٹان کا تعارف تین لائنوں میں بیان کریں۔

حصہ دوم (انشائیہ)

2 درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

1- پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد بیان کریں۔

2- پاکستان اور بھارت کے تعلقات کا جائزہ لیں۔

3- چین پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے جس نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ وضاحت کریں۔

4- پاکستان کے ہمسایہ اسلامی ملک ایران کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

5- پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کا جائزہ لیں۔

6- اسلامی کانفرنس کی تنظیم میں پاکستان کا کردار بیان کریں۔

7- مسئلہ کشمیر کی ابتدا اور ارتقا کی وضاحت کریں۔

8- پاکستان کے وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات پر روشنی ڈالیں۔

9- پاکستان کے سعودی عرب کے ساتھ تعلقات پر بحث کریں۔

10- پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

11- پاکستان کے امریکا کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کریں۔

12- دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کے کردار کا جائزہ لیں۔

سرگرمیاں

- دنیا میں موجود مسلم ممالک کے نام لکھیں۔
- یورپی یونین کے ممالک کے نام لکھیں۔
- مسئلہ کشمیر کے حل کے متعلق ایک مباحثہ کرائیں۔